# بھوپال کی مہارانی نے برطانیہ کے

# مسلمانوں کو تاریخی تحفہ کیا دیا تھا

برطانیہ میں عیسائیت کے بعد اسلام دوسرا بڑا مذہب مانا جاتا ہے جہاں ایک محتاط اندازے کے مطابق اسوقت مسلمانوں کی تعداد تین ملین کے لگ بھگ ہے۔ ان میں سب سے زیادہ تعداد پاکستانیوں کی اور پھر مشرق وسطیٰ، شمالی افریقہ، بنگلہ دیش، بھارت، ملائیشیا، نائجیریا، ترکی، صومالیہ فغانستان، کُرد وغیرہ کے مسلمانوں کی ہے۔

اسی تعداد کے تناسب سے مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر و مسالک کی مساجد کی تعداد برطانیہ بھر میں ایک ہزار سے زائد ہونا کوئی ایسی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ تحقیق کے بعد پتہ چلتا ہے کہ برطانیہ میں سب سے پہلی مسجد ویلز کے شہر کارڈیف میں 1860 میں بنی تھی جس کے اب کوئی آثار موجود نہیں جبکہ ایک اور مسجد 1887 میں ماؤنٹ وارنر سٹریٹ لیورپول میں قائم ہوئی تھی جسکو بعد میں موجودہ رجسٹری آفس کے مقام بروہم پٹرس منتقل کر دیا گیا تھا جہاں 1908 تک یہ مسجد کے طور پر رہی برطانیہ میں خالصتاً عبادت کے لیے بنائی جانے والی اور قدیم ترین یہ مسجد برطانیہ کے دارالحکومت لندن شہر کے ایک کونے میں ووکنگ کے علاقے میں واقع ہے، جسے لوگ شاہ جہان مسجد اور ووکنگ مسجد کے نام سے پہچانتے ہیں، اتفاق کی بات ہے کہ ٹھٹھہ کی شاہجہاں مسجد میں تو جانا ہوا لیکن راقم کا 18 سال میں صرف ایک بار ووکنگ کے علاقے میں رات دیر گئے گزر ہوا ہمیشہ خواہش رہی کی اس تاریخی مسجد کی زیارت کی جائے۔ راقم کی نظر میں جہاں مسجد کی تاریخی حیثیت ہے وہاں تحریک ختم نبوت کی عظیم کامیابی بھی اس تاریخی مسجد کے ساتھ وابستہ ہے۔ کوشش تو یہ تھی کہ مسجد کی زیارت کے بعد ہی کچھ اس کی تاریخی حیثیت اور یادداشتیں قارئین کے لئے پیش کی جاتیں لیکن راقم کے بہت ہی لاڈلے ساتھی مجلس تحفظ ختم نبوت لندن کے مبلغ مولانا مفتی محمود الحسن صاحب نے گزشتہ ہفتے ووکنگ مسجد کے دورے کے

دوران فون کر کے توجہ مبذول فرمائی کہ آپ کا اس تاریخی مسجد کی منظر کشی کرنے سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں اس مسجد کی حقیقی تاریخی حیثیت اجاگر ہو گی۔ راقم نے کہا کہ ضرور اس سلسلے میں مفکر اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب دامت بر کاتہم کی لندن کی ایک یادگار نشست کی لفظوں کی تصویر ذہن میں مکمل محفوظ ہے میں نے کہا کہ کرتے ہیں کچھ۔ لہٰذا اب ضروری ہو گیا تھا کہ اس تاریخی امانت کو قارئین کے لئے جلد از جلد پیش خدمت کر دیا جائے۔ ووکنگ مسجد لندن کے جنوب مغرب میں 30 میل (50 کلو میٹر) کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس مسجد کی حقیقی تاریخ یوں بتائی جاتی ہے کہ قبل از تقسیم پاکستان برطانیہ کے لوگوں کو بھوپال کی مہارانی نے اسلامی شناخت اور اسلام کا تعارف کرانے کے لئے اس مسجد کو تعمیر کروایا۔ مہارانی نے مملکت برطانیہ کے مسلمانوں کو اس مسجد کا عظیم تحفہ دے کر بہت بڑا احسان کیا۔ اللہ کے اس گھر کو تعمیر کر کے رب کے دربار سے تعلق و خلوص و عقیدت کی اعلی مثال کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ مسجد کی تعمیر و توسیع مکمل ہوتے ہی مہارانی صاحبہ نے مسجد کی چابیاں دینے اور مسلمانوں کی تحویل میں دینے کا ارادہ ظاہر کیا تو قادیانیوں نے اپنی فطرت کے مطابق دھوکے بازی سے کام لیتے ہوئے مسجد کی چابیاں قبضے میں لے لیں بعد ازاں 55 برس تک یہ مسجد قادیانیوں کے پروپیگنڈے کا مرکز بنی رہی۔ اسی مسجد میں دن و رات مرزا قادیانی کی ظلی و بروزی نبوت کے مسٹر کمال الدین و دیگر لاہوری قادیانی پارٹی کے لیکچرز ہوتے رہے مسلمانوں کی بنی یہ مسجد قادیانیوں کا بہت بڑا قلعہ سمجھا جانے لگا، اور مسلمان اس مسجد کو عظیم تحفہ سمجھ کر اس مسجد میں ہونے والی تمام عبادات و تقریبات میں شامل ہوتے رہے اندازہ فرمائیں کہ یہ قادیانیوں کا کتنا بڑا دھوکہ تھا۔ اسی دوران ووکنگ کے علاقے کے کچھ مسلمانوں کو اس قادیانی دھوکے کا ادراک ہو چکا تھا انہوں نے وقت ضائع کئے بغیر ووکنگ مسجد کے ساتھ ہی ایک جلسے کا انعقاد فرمایا جس میں مفکر اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب دامت بر کاتہم کو خصوصی عوامی جلسے سے خطاب کے لئے مدعو کیا گیا۔ حضرت علامہ صاحب دامت بر کاتہم کی تقریر کے دوران ایک شخص نے علامہ صاحب کے کان میں کہا کہ وہ ووکنگ مسجد کا قادیانی امام بھی سامعین میں بیٹھا ہوا ہے ، حضرت علامہ صاحب نے اپنے علمی بیان کو تادیر تک جاری رکھا۔ جلسے کے اختتام پر حضرت علامہ صاحب کو بتایا گیا کہ

قادیانی امام آپ سے مصافحہ کا خواہشمند ہے ابھی علامہ صاحب اس سے کہنے ہی لگے تھے کہ میرے موقف سے اگر آپ کو اختلاف ہو تو گفتگو فرمائیں مجھ سے، اس نے علامہ صاحب سے مصافحہ کے دوران ہی کان میں کہہ دیا کہ میں آپ کی تمام باتوں سے اتفاق کرتا ہوں اور جو باتیں آپ نے ارشاد فرمائی ہیں اگر وہ باتیں ہماری مسجد میں ہی کر دیں علامہ صاحب دامت برکاتہم بہت ہی حیران ہوئے، اور ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا ان شاء اللہ اگلا جلسہ مسجد میں ہی انتظام فرمالیں ۔اس امام نے روانگی سے قبل علامہ صاحب سے کہا کہ میں مسلمان ہوں میں قادیانی نہیں ہوں، اور عبد الرحمٰن مصری قادیانی کا بیٹا ہوں جن کے واقعات قادیانی لیڑیچر میں آپ نے پڑھیں ہوں گے، ہم قادیان میں تھے ہمارا اختلاف اور افتراق ہوا تو ہم قادیان سے پاکستان لاہور آکر اپنے عقیدے کی بنیاد پر ایک نئی جماعت لاہوری پارٹی قائم کی بعد ازاں قادیانیوں کی لاہوری جماعت نے مجھے اپنے عقیدہ کا مبلغ مقرر کر کے کینیا روانہ کر دیا۔ کینیا میں جماعت کے کہنے پر گیا لیکن اندر سے میرا عقیدہ مسلمانوں والا تھا کینیا میں لاہوری پارٹی کے کہنے پر گیا تو تھا لیکن میں قادیانیت کی تبلیغ کرنے کے بجائے تجارت کرتا رہا اسی دوران لاہوری پارٹی نے میرا کینیا سے لندن ووکنگ میں تقرر کر دیا اس نے کہا کہ ہائی کورٹ تک جو مقدمہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے خلاف کیا گیا تھا وہ میرا ہی کیس تھا میرا باپ مرزا غلام قادیانی کو تو مانتا تھا لیکن بشیر الدین محمود کو نہیں مانتا تھا ہم اسی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے قادیان سے نکلے تھے، میں اپنے باپ سے کہنا چاہتا تھا کہ میں مرزا قادیانی کو بھی نہیں مانتا لیکن ان کی عمر رسیدگی کی وجہ سے میں بول نہیں سکا اس نے مزید کہا کہ یہ مسجد مسلمانوں کی ہے اسے مسلمان ہی سنبھال لیں اور مجھے اس مسجد سے خارج فرمادیں یہ ایک طریقہ بتایا کہ کس طرح یہ مسجد مسلمانوں کے ہاتھ اور تحویل میں دی جاسکتی ہے، جو اسکیم اس نے بنائی ہے اور جو وعدہ کیا تھا اس کے مطابق ۔۔۔

خاک پائے اکابرین ختم نبوت

سہیل باوا، لندن